PERSIAN NOTES FOR 1st YEAR CLASS (PUNJAB)

درس بیست و پنجم

پچیسواں سبق

آمد بہاران
(بہار آئی)

شاعر: نیما یوشیج

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تودہ برف	برف کا تودہ	کوچک	چھوٹا
بشکافت	ٹکڑے ٹکڑے ہوا	جوشید	ابلا، نکلا
ازھم	ایک دوسرے سے	چو آتش	آگ کی طرح
قلہ کوہ	پہاڑ کی چوٹی	رود	دریا
یکسر	ساری	تیرہ	سیاہ
ابلق	سیاہ و سفید	خروشید	شور وغل کیا
چوپان	چرواہا	دشت	جنگل
دخمہ	کٹیا، جھونپڑی	طلائی	سنہری
خندہ	ہنسی	بتابید	چمکا
شادمان	خوش	ژالہ	شبنم کا قطرہ
موفق	کامیاب و کامران	الماس	ہیرا
عاشقا	اے عاشق	ماھی	مچھلی
خیز	اٹھ	معلق	قلابازی

☆☆☆

پہلا بند

تودہ برف بشکافت از ھم قلہ کوہ شد یکسر ابلق
مرد چوپان درآمد ز دخمہ خندہ زد شادمان و موفق
کہ دگر وقت سبزہ چرانی است

ترجمہ:

برف کا تودہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا پہاڑ کی چوٹی مکمل طور پر سیاہ و سفید ہوگئی۔ چرواہا کٹیا سے باہر نکل آیا وہ خوش اور کامیاب ہنسا کیونکہ اب سبزہ (گھاس) چرانے کا وقت ہے۔

تشریح:

نیما یوشیج جدید فارسی شاعری کا بانی ہے۔ اس نے آزاد شاعری کی بنیاد رکھی "آمد بہاران" آزاد شاعری کا خوبصورت نمونہ ہے۔ اس پہلے بند میں شاعر نے بہار کی آمد کا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے۔ بہار آنے کی سب سے پہلی نشانی یہ ہے کہ پہاڑوں پر برف پگھلنا شروع ہوجاتی ہے۔ اس منظر کو شاعر نے اس بند میں یوں پیش کیا ہے کہ برف کا تودہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ہے۔ پہاڑ کی چوٹی سیاہ و سفید ہوگئی ہے۔ جب پہاڑ کی چوٹی پر برف پگھلنا شروع ہوتی ہے تو برف ہٹنے کی وجہ سے پہاڑ کا جو حصہ دکھائی دیتا ہے وہ سیاہ ہوتا ہے اور جس حصے پر برف موجود ہوتی ہے وہ

www.downloadclassnotes.com

حصہ سفید نظر آتا ہے۔ اس وجہ سے پہاڑ کی چوٹی سیاہ وسفید دکھائی دیتی ہے شاعر کہتا ہے چرواہا جو برف اور سردی کی وجہ سے اپنی کٹیا میں چھپا ہوا تھا باہر نکل آیا ہے اس کے چہرے پر خوشی اور کامیابی کی ہنسی ہے۔ بہار کی آمد پر وہ خوش ہے کیونکہ بہار کے موسم میں سبزہ نکل آتا ہے اور وہ آسانی سے اپنے ریوڑ کو چارہ فراہم کرسکتا ہے۔

☆☆☆

دوسرا بند

عاشقا! خیز 'کامد بہاران! چشمہ کوچک از کوہ جوشید
گل بہ صحرا درآمد چو آتش رود تیرہ چو طوفان خروشید
دشت' از گل شدہ ھفت رنگہ

ترجمہ:

اے عاشق! اٹھ' کہ بہار آ گئی ہے! پہاڑ سے چھوٹا چشمہ ابل پڑا۔ پھول صحرا میں آگ کی طرح نکل آئے۔ کالے دریا طوفان کی طرح شور مچایا ہے۔ جنگل پھولوں سے سات رنگا ہوگیا ہے۔

تشریح: اس بند میں شاعر عاشق سے مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ اے عاشق اٹھ بہار آئی ہے۔ پہاڑ سے چھوٹا چشمہ ابل پڑا ہے۔ پہاڑوں پر برفباری کی وجہ سے پانی جم جاتا ہے بہار کے آتے ہی جب برف پگھلتی ہے تو چشموں کا پانی بھی دوبارہ جاری وساری ہوجاتا ہے۔ شاعر بہار کی منظر کشی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صحرا میں پھول آگ کی طرح نکل پڑے ہیں اور آگ کی طرح سرخ ہیں اس لئے بہت سے پھولوں پر آگ کا گمان ہوتا ہے۔ کالا دریا بھی طوفان کی طرح شور مچا رہا ہے اور جنگل سات رنگا ہوگیا کیونکہ جنگل میں رنگ برنگے پھول بہار کی آمد پر کھل اٹھے ہیں۔

☆☆☆

تیسرا بند

آفتاب طلایی بتابید برسر ژالہ صبحگاھی
ژالہ ھا دانہ دانہ درخشندہ ھمچو الماس و در آب ماھی
برسر موج ھا زد معلق

ترجمہ:

صبح کے وقت شبنم پر سنہری سورج چمکا' شبنم کا قطرہ قطرہ ہیرے کے طرح چمکدار اور لہروں پر مچھلیاں قلابازیاں کھانے لگیں۔

تشریح:

بہار کی آمد کا پتہ دیتے ہوئے شاعر اس بند میں کہتا ہے کہ سنہرے سورج کی کرنیں صبح کے وقت خوبصورت شبنم پر پڑیں تو شبنم یوں چمکنے لگی جیسے ہیرے ہر طرف پھیلے ہوئے ہوں۔ بہار کے موسم میں انسان تو کیا حیوان بھی مست ہوجاتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ شاعر نے اس بند میں مچھلیوں کی مثال دی ہے جو بہار کی آمد پر موجوں سے کھیل رہی ہیں اور قلابازیاں لگا رہی ہیں۔

☆☆☆

تمرین کا حل

(۱)

سوال ۱: پہاڑ کی چوٹی کو "ابلق" کیوں کہا گیا ہے؟

جواب: "ابلق" کے معنی ہیں سیاہ وسفید۔ جب بہار آتی ہے تو پہاڑ کی چوٹیوں پر برف پگھلنے کا عمل شروع ہوتا ہے پہاڑ کے جس حصے سے برف پگھل جاتی ہے وہاں سے پہاڑ کی کالی رنگت نمایاں ہوجاتی ہے مگر جن حصوں پر برف موجود رہتی ہے وہ حصے سفید رنگ کے ہوتے ہیں اس لئے دور سے پہاڑ سیاہ وسفید دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے سیاہ وسفید ہونے کی وجہ سے انہیں ابلق کہا گیا ہے۔

سوال۲: چرواہے کی ہنسی کی کیا وجہ ہے؟

جواب: سردیوں میں برفباری کی وجہ سے چرواہا اپنی کٹیا میں چھپا رہتا ہے اور بھیڑ بکریوں کے چرنے کیلئے سبزہ بھی موجود نہیں ہوتا۔ بہار کی آمد پر وہ خوشی سے ہنستا ہے کہ اب مشکل وقت کٹ گیا ہے اور ہر طرف سبزے کی فراوانی ہوگی۔

سوال۳: پھول کو آگ اور شبنم کے قطروں کو ہیروں سے کیوں تشبیہ دی گئی ہے؟

جواب: پھول کو آگ سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ پھولوں کا رنگ سرخ ہے جب پھولوں کی تعداد بہت زیادہ ہو تو دور سے ان کی سرخی کی وجہ سے آگ کا گمان ہوتا ہے۔ اسی طرح شبنم کے قطروں کو ہیروں سے اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ صبح جب سورج کی کرنیں شبنم کے قطروں پر پڑتی ہیں تو چمکنے کی وجہ سے ان پر ہیروں کا گمان ہوتا ہے۔

سوال۴: نظم میں مچھلیوں کی کیا حالت بیان کی گئی ہے؟

جواب: بہار کی آمد پر مچھلیاں خوش ہیں اور مستی میں ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ لہروں پر قلابازیاں لگا رہی ہیں۔

سوال۵: نیما یوشیج کے فکر و فن پر اظہار خیال کیجئے۔

جواب: **نیما یوشیج**

نیما یوشیج کا اصل نام علی اور باپ کا نام ابراہیم ہے۔ وہ ۱۸۹۶ء میں ایران کے صوبہ مازندران کے ایک گاؤں یوش میں پیدا ہوئے اور اسی کی نسبت سے اپنے آپ کو یوشیج لکھتے تھے۔ نیما یوشیج کا بچپن اپنے گاؤں میں ہی گزرا اپنے گاؤں میں ہی مسجد کے ملا سے لکھنا پڑھنا سیکھا۔ تہران آئے تو فارسی زبان سیکھنے کیلئے مدرسہ حاج حسن میں داخل ہوئے۔ بعد میں فرانسیسی زبان سیکھنے کے لیے مدرسہ سن لوئی میں داخلہ لیا۔ لکھنے پڑھنے میں تو خاص ترقی نہ کی البتہ وہاں شعری ذوق کی تربیت ضرور ہوئی۔ استاد نظام وفا جیسے معلم کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی نے ان میں خود اعتمادی پیدا کی۔ وہ آستارا میں دبیرستان حکیم نظامی میں ادبیات فارسی پڑھاتے رہے۔ انہیں جدید فارسی شاعری کا بانی کہا جاتا ہے۔ وہ فارسی کے علاوہ اپنی مادری زبان طبری میں بھی شعر کہتے تھے۔ وہ صاحب نظر ادیب اور ناقد بھی تھے تقریباً بیس تصانیف ان کی یادگار ہیں۔ ان کا انتقال ۱۹۵۹ء میں ہوا۔

نیما یوشیج شروع میں قدماء کے رنگ میں لکھتے تھے۔ وہی پرانی فکر اور پرانی تشبیہات، درد ہجراں، غم دوراں اور ناپائیداری زمانہ جیسے موضوعات پر طبع آزمائی کی۔ لیکن بعد میں روایتی عروضی بحروں اور قافیہ و ردیف کی پابندیوں سے انحراف کیا۔ ان کی جدید نظموں میں مصرعوں کی لمبائی یکساں نہیں ہے۔ وہ وزن اور قافیے کے مخالف نہیں تھے البتہ قافیے کا استعمال وہیں ضروری جانتے تھے جہاں ناگزیر ہو۔ ۱۹۲۲ء میں ان کی طویل نظم افسانہ منظر عام پر آئی۔ یہ روایت شکن نظم جدید فارسی شاعری کا نقطہ آغاز سمجھی جاتی ہے۔

نیما یوشیج شاعر غم ہیں، انہیں زندگی میں دکھ نظر آتا ہے۔ وہ دوسروں کے درد میں شریک ہوتے ہیں۔ وہ حساس دل کے مالک تھے۔ انہیں ظلم اور ناانصافی سے نفرت تھی۔ انہوں نے محروم طبقے کے لوگوں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔ انہیں اپنی سرزمین سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ جنگل، پہاڑ، دریا، پرندے اور جانوروں کی شاعری ان کا اہم موضوع ہیں۔ وہ بہت بڑے انسان دوست شاعر ہیں۔ نیما کا تخیل باریک و لطیف ہے۔ ان کے تخیل میں گہرائی ہے وہ علامات کے ذریعے سوچتے ہیں اور اس کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی شاعری پیچیدہ ہے اور اس کا سمجھنا دشوار بھی ہے۔ ان کے کلام میں تشبیہات باریک اور تعجب انگیز ہیں لیکن حقیقت سے دور نہیں۔ انہوں نے بعد میں آنے والے شاعروں کی کئی نسلوں کو متاثر کیا ہے۔ ان کی تقلید میں کی جانے والی شاعری ''نیمائی'' کہلاتی ہے۔

☆☆☆

(۲)

سوال۱: مندرجہ ذیل مرکب کون کون سے ہیں؟

تودہ برف۔ قلہ کوہ۔ چشمہ کوچک۔ آفتاب طلائی۔ رودخیرہ

جواب:	تودہ برف (برف کا تودہ)	مرکب اضافی
	قلہ کوہ (پہاڑ کی چوٹی)	مرکب اضافی
	چشمہ کوچک (چھوٹا چشمہ)	مرکب توصیفی
	آفتاب طلائی (سنہرا سورج)	مرکب توصیفی
	رود تیرہ (کالا دریا)	مرکب توصیفی

سوال۲: مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے:

خندہ۔ شادمان۔ کوچک۔ صبحگاھی۔ بہاران

جواب: الفاظ	متضاد
خندہ (ہنسی)	گریہ (رونا)
شادمان (خوش)	ناشاد (ناخوش)
کوچک (چھوٹا)	بزرگ (بڑا)
صبحگاھی (صبح کے وقت)	شامگاھی (شام کے وقت)
بہاران (بہار)	خزان (خزاں)

سوال۳: نظم میں آنے والے مخفف الفاظ کی شناخت کیجئے۔

جواب:

ز: از کا مخفف ہے جس کے معنی ہیں "سے"۔

کآمد: کہ آمد کا مخفف ہے جس کے معنی ہیں "کہ وہ آیا"۔

چو: چون کا مخفف ہے جس کے معنی ہیں "مانند"۔

معروضی سوالات

1: کثیر الانتخابی سوالات (Multiple Choice Questions)

☆ ہر سوال کے نیچے چار ممکنہ جواب دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے صرف ایک جواب درست ہے۔ درست جواب پر نشان (✓) لگائیے:

-1 ☆کس شاعر کو جدید فارسی شاعری کا بانی کہا جاتا ہے؟
(الف) ملک الشعرا بہار (ب) عارف قزوینی (ج) شہریار (د) نیما یوشیج ✓

-2 ☆نیما یوشیج کا اصل نام کیا تھا؟
(الف) علی اسفندیاری ✓ (ب) علی احمدی (ج) جلال آل احمد (د) حسن زادہ

-3 ☆نیما یوشیج کی کس نظم کو جدید فارسی شاعر کا نقطۂ آغاز خیال کیا جاتا ہے؟
(الف) پرچھر (ب) افسانہ ✓ (ج) زندگی (د) مرگ

-4 ☆ایرانی شاعر نیما یوشیج کس سال پیدا ہوئے؟
(الف) 1875ء (ب) 1882ء (ج) 1896ء ✓ (د) 1898ء

-5 ☆نیما یوشیج کا سال وفات ہے:
(الف) 1959ء ✓ (ب) 1926ء (ج) 1965ء (د) 1968ء

☆☆☆☆☆☆